عامر بہر حال آمر سے بہتر ہے

تحریر: سہیل احمد لون

یونیورسٹی کے ایک مطالعاتی دورے میں ہماری جرنلزم کی کلاس وسطی لندن کے قریب فٹبال کے مشہور سٹیڈیم ''Emirates'' گئی۔ ایمریٹس سٹیڈیم فٹبال لیگ کی معروف ٹیم ''Arsenal'' کے ہوم گراونڈ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ آرسنل کی انتظامیہ نے 33 برس کے سمیر سنگھ کو سٹیڈیم کے تمام اہم مقامات دکھانے اور ہمارے سوالوں کے جوابات دینے کے لیے معمور کیا۔ میچ سے پہلے یا میچ کے بعد جہاں کھلاڑی اور کوچ پریس کانفرنس کرتے ہیں وہاں پریس گیلری میں ہمیں بٹھا کر بریفنگ دی گئی۔ سمیر سنگھ نے بتایا کہ لوکل کونسل شروع میں آبادی کے بیچ میں سٹیڈیم تعمیر کرنے کے حق میں نہیں تھی کیونکہ اس سے علاقہ مکینوں کو کافی مشکلات پیش آنے کا خدشہ تھا جس میں ہزاروں کی تعداد میں تماشائی آنے سے ٹریفک، صفائی اور سیکورٹی معاملات تھے مگر آرسنل فٹبال کلب والوں نے اس بات کی یقین دہانی کروائی کہ وہ علاقے کے مکینوں کے لیے بہتری کا سامان پیدا کریں گے۔ لوکل کونسل کی تمام شرائط مان کر سٹیڈیم بنا دیا گیا جہاں اب میچ ہی نہیں ہوتے بلکہ اہل علاقہ کو روزگار، ان کے بچوں کو مفت فٹبال کے ٹریننگ سیشن بھی ملتے ہیں۔ سمیر سنگھ نے بتایا کہ اس نے چند برس قبل یہاں رضاکارانہ طور پر کام کرنے سے اپنے کیریر کا آغاز کیا تھا اور اس وقت وہ انتظامیہ کے اہم عہدے پر فائز ہے۔ سمیر سنگھ نے پھر ایک نوجوان کو مائک کے سامنے بٹھا دیا جس کا مختصر تعارف یہ تھا کہ اس کا نام David Rizzolo تھا جس کی عمر 23 برس تھی۔ وہ گزشتہ دو برس سے Arsenal footbal club کے لیے کام کر رہا ہے۔ یہ اس کی پہلی جاب تھی اس سے قبل اس نے زندگی میں کبھی کام نہیں کیا تھا۔ جب وہ کالج میں تھا تو پڑھائی میں دل نہیں لگتا تھا اس نے موج مستی کرنے کے لیے ایک گینگ جوائن کر لیا۔ وہ گینگ کے ساتھ مل کر سٹریٹ کرائمز کرتا۔ چوری، ڈکیتی، چاقو زنی کی متعدد وارادات کرنے کے بعد بالآخر پولیس کے ہاتھ بمعہ ثبوت لگ گیا۔ عدالت میں جرم ثابت ہونے پر David Rizzolo کو جیل بھیج دیا گیا۔ جرائم کی نوعیت سنگین تھی مگر وہ teenager تھا جس کی وجہ سے اس سے ذرا نرمی برتی گئی اور اسے اسی جیل میں بھیجا گیا جہاں کرکٹر محمد عامر کو برطانیہ میں ٹیسٹ سیریز کھیلتے پیسے لیکر ''نوبال'' کرنے پر سزا کاٹنے پر بھیجا گیا تھا۔ جیل سے رہا ہونے کے بعد ڈیوڈ ریسولو کے پاس دو آپشنز تھے۔ اپنے پرانے گینگ کے ساتھ مل کر دوبارہ جرائم کی دنیا میں چلا جاتا یا پھر ایک مہذب شہری بن کر زندگی گزارتا۔ اس نے معاشرے کا مفید شہری بننے کا ارادہ کیا اور اپنے گھر کا پاس آرسنل فٹبال کلب میں جاب کے لیے اپلائی کیا۔ سابقہ کام کا تجربہ نہ ہونے کے باوجود اس کو انٹرویو کے لیے بلایا گیا۔ انٹرویو کے دوران اس نے سچ سچ بتا دیا کہ وہ چند روز قبل جیل سے رہا ہو کر آیا ہے۔ جیل میں اس کی باقاعدہ کونسلنگ کی گئی تھی اور وہ مثبت سوچ کے ساتھ نئی زندگی شروع کرنے کا عزم رکھتا تھا۔ انٹرویو لینے والے پینل نے بھی مثبت رویے کا مظاہرہ کیا اور اسے دو سال کی جاب کا کنٹریکٹ سائن کروا لیا۔ David Rizzolo نے بتایا کہ اگر اسے criminal record کی وجہ سے نوکری نہ ملتی تو شاید وہ پھر جرم کی دلدل میں چلا جاتا۔ اب تقریباً دو برس پورے ہونے کو ہیں اگر اس کی ملازمت کی مدت میں آرسنل توسیع نہ بھی کرے تو اس میں اتنا اعتماد آ چکا ہے کہ وہ کہیں اور نوکری ڈھونڈ

لے گا اب تو اس کے پاس کام کا تجربہ بھی ہے۔اس نے بتایا کہ اسے کئی مرتبہ لوکل سکولوں میں مدعو کیا گیا اور اس کہا گیا کہ وہ سکول کے بچوں کے سامنے اپنی آپ بیتی بتائے۔تا کہ بچوں کو احساس ہو کہ جرم کرنے پر جیل میں کیسی زندگی گزارنی پڑتی ہے۔گینگ کلچر سے بچوں کو محفوظ بنانے کے لیے وہ اپنے تجربے سے گر بھی بتاتا۔آج اسی علاقے میں David Rizzolo ایک باعزت شہری کی زندگی گزار رہا ہے کوئی اس کو ماضی کا طعنہ نہیں دیتا بلکہ اس کی مثبت تبدیلی کو مثال بنا کر نئی نسل کو دکھایا جاتا ہے۔انسان غلطی کا پتلا ہوتا ہے اور جوش جوانی میں نادانی ہونا بھی ایک عام سی بات ہے۔بعض اوقات انسان چھوٹی عمر میں ایسی غلطی بھی کر بیٹھتا ہے جس سے ملک وقوم کا نام بھی برباد ہو جاتا ہے۔
محمد عامر Teenage میں پاکستانی ٹیم کے ساتھ انگلینڈ سے کرکٹ سیریز کھیلنے آئے جس میں وہ پرانے وارداتیوں کے ساتھ مل کر سپاٹ فکسنگ سکینڈل میں ملوث ہو گیا جس سے پاکستانی کرکٹ کو نا قابل تلافی نقصان ہوا۔سلمان بٹ اور محمد آصف کی طرح محمد عامر کو بھی ولائتی جیل کی ہوا کھانا پڑی۔پانچ برس کے لیے ان پر کرکٹ کے تمام دروازے بند کر دیے گئے۔محمد عامر اپنی سزا اور بین کی مدت پوری کر چکا ہے۔اس کا کرکٹ سے جنون ہے اس کی فٹنس اور بنگلہ دیش میں لیگ کے دوران پرفارمنس دیکھ کر لگایا جا سکتا ہے۔اپنے کیے پر شرمندہ تھا جس کا اظہار اس نے نہ صرف پاکستانی میڈیا بلکہ برطانوی میڈیا کو انٹرویو دیتے ہوئے کھلے الفاظ میں کیا تھا۔اس کی پہلی غلطی جس کی وہ سزا بھی بھگت چکا ہے اگر آخری معافی دے کر اسے قومی ٹیم کا حصہ بنا دیا جائے تو کسی انسان اور عام گھرانے کے بندے کو سدھرنے کا موقع دینے کی رسم شروع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔محمد عامر نے بلاشبہ بہت برا کیا مگر جسٹس قیوم کی رپوٹ میں جن سپر سٹارز کا نام اور کارنامے تھے وہ آج بھی کرکٹ سے ہی پیسہ کما رہے ہیں۔کوئی کوچ ہے تو کوئی میڈیا پرسن مگر روٹی روزی کرکٹ کے گرد ہی گھومتی ہے۔ملکی خزانہ لوٹنے والے اقتدار میں باریاں لے رہے ہیں،ان کی کرپشن ایک NRO سے دھل جاتی ہے تو ایسا NRO محمد عامر کا بھی کروا دیا جائے۔
یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اسے اگر پاکستانی ٹیم میں کھیلنے کا موقع مل گیا تو اس کی پرفارمنس ان سیاسی رہنماؤں کی گورنس سے ہر حال میں قابل ستائش ہو گی جو اپنی کالی کرتوتوں سے دنیا میں سبز پاسپورٹ کو سرخ جھنڈی دیکھنا پڑتی ہے۔تعجب ہے اگر کرپشن کے درجن الزمات کے ساتھ کوئی ملک کا صدر بن سکتا ہے،کرپشن کے درجنوں الزامات کے ساتھ کوئی تیسری بار وزیر اعظم بن سکتا ہے،درجن سے زائد بے گناہ اور معصوم شہریوں کے قتل کے ذمہ داران وفاقی وزیر اور صوبے کے خادم بن سکتے ہیں سینکڑوں ایف آئی آرز،عدالتی نوٹس اور سیاسی ہیڈ کوارٹرز میں چھاپے کے دوران اسلحہ پکڑا جانے والی سیاسی جماعت کے سربراہ پوری شان وشوکت سے سیاسی معاملات چلا سکتا ہے،دہشت گردوں کو معاونت کرنے والے حکومت کا سدا بہار حصہ ہو سکتے ہیں،فوج کی واٹ لگانے والے دفاعی معاملات دیکھنے کا قلمدان پا سکتے ہیں،چھ ماہ میں لوڈشیڈنگ کا خاتمہ کرنے کا جھوٹا وعدہ کر کے عوام کو بار بار بے وقوف بنا کر اقتدار میں آ سکتے ہیں تو بیچارے محمد عامر کو ٹیم میں کھلانے میں کیا حرج ہے۔یہ بھی تو ملکی وقومی مفادات کی بات ہے اور سب سے بڑھ کر قوم کے سامنے David Rizzolo کی طرح ہم یہ مثال بھی رکھ سکتے ہیں کہ ماضی بھلا کر اگر کسی کو ایک موقع دیا جائے تو وہ معاشرے کے لیے ایک مفید شہری بن سکتا ہے یا معاف کرنے کے لیے وطن عزیز میں پیمانہ بڑے لیول کی کرپشن ہے جس میں محمد عامر ابھی ملوث نہیں۔اور پھر جس ملک میں آمر کو معاف کیا جا سکتا ہے'یا مکمل اعزازات کے ساتھ دفن کیا جاتا ہے کیا وہاں عامر کیلئے کوئی گنجائش موجود نہیں؟ آپ جتنی مرضی بحث

کر لیں مگر آپ یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ آمر، عامر سے بہتر ہو سکتا ہے سو ہمیں اس ملک میں مستقبل میں بننے والے عامروں کو احساس دلانے کیلئے بھی محمد عامر کو چانس دینا چاہیے کیونکہ اگر ریاست ماں کی طرح ہوتے ہے تو پھر پروردگار اور ماں کا درِ توبہ تو کبھی بند نہیں ہوتا۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

11-12-2015